اسلامی اندلس میں کتبخانے اور شائقین کتب

(۴)

احمد خان

المنصور بن ابی عامر نے ارادہ کرلیا تھا کہ ثقافتی میدان اور کتابوں کے شوق کے سلسلے میں الحکم پر سبقت لے جائے گا۔ یہی وجہ ہے کہ اس کا بیٹا عبداللہ خاص اس کام کے لئے مشرق کا سفر کرتا ہے جہاں وہ کتابوں کے نقل کرنے، اصل سے مقابلہ کرنے اور دوسروں سے لکھوا کر حاصل کرنے میں مصروف نظر آتا ہے(۱)۔

قرطبہ کے بڑے بڑے ادباء اپنی تالیفات المنصور کو ہدیۃً پیش کیا کرتے تھے، جیسا کہ صاعد بن الحسن اللغوی بغدادی نے اپنی کتاب ''الفصوص'' پیش کی۔ اس کے صلہ میں المنصور نے صاعد بغدادی کو پانچ ہزار دینار دئے یہ صاحب عبدالرحمن الثالث اور الحکم کے نادر روزگار عالم ابو علی القالی سے مقابلہ کرنے کی غرض سے قرطبہ آئے تھے۔ بہت بڑی عمر میں ۴۲۰ھ میں سسلی میں انتقال کیا(۲)۔ اسی المنصور کو حسان بن مالک بن ابی عبدہ نے ایک کتاب پیش کی جو انھوں نے سات دن میں نہ صرف تالیف کی بلکہ اسے عمدہ لکھوا کر اس پر تصاویر بھی بنوائیں۔ یہ صاحب ۴۲۰ھ سے قبل وفات پاگئے(۳)۔ المنصور کو جو کتابیں بہت پسند تھیں ان میں کتاب الجواس (Chaguas) بھی تھی جو ابوالعلاء بغدادی کی تالیف تھی۔ منصور اس کتاب کو ہر رات

۱۔ المقری: نفح الطیب. ج ۱ ص ۴۰۹۔

۲۔ ابن عمیرۃ الضبی: بغیۃ الملتمس. ص ۳۰۶-۳۱۱ ت ۸۵۲. ابن بشکوال: کتاب الصلۃ. ج ۱ ص ۲۳۲ ت ۵۳۰۔

۳۔ ابن عمیرۃ الضبی: بغیۃ الملتمس. ص ۲۵۵-۲۵۶ ت ۶۶۲۔

پڑھا کرتا تھا(۴)۔ یہ صاحب مصحف عثمانی کو ہیروں اور جواہر سے مزین کرنے کے بہت دلدادہ تھے (۵)۔ المنصور نے ایک بڑا قبیح کام کیا تھا جس پر اسے معاف نہیں کیا جاسکتا وہ یہ کہ اس نے الحکم ثانی کے کتب خانے کا ایک بڑا حصہ جلوادیا تھا (۶)۔

قرطبہ کے محمد بن عبدالرحمن بن معمر مشہور ماہر زبان عربی اپنے وقت کے حاکم المنصور اور اس کے بیٹے کے لئے کتابوں کے مقابلہ اور تصحیح کا کام کیا کرتے تھے۔ اسی عالم نے ان کے دونوں کتب خانوں کی بنیاد ڈالی تھی۔ اس نے بنی عامر کی تاریخ لکھی جس میں انہی کتب خانوں سے مدد لی تھی۔ یہ صاحب خط کی پہچان اور خطاطوں سے واقفیت میں سب سے زیادہ ماہر تھے۔ اس پر مستزاد یہ کہ یہ صاحب مؤرخ بھی تھے۔ ان کی وفات ۴۲۳ھ میں ہوئی(۷)۔

یہ خوشحال دور کوئی زیادہ عرصہ قائم نہ رہ سکا کیونکہ المنصور کے عہد سے کچھ عرصہ بعد قرطبہ میں خانہ جنگی شروع ہوگئی تھی۔ اس خانہ جنگی میں بربروں کا ہاتھ تھا جو شاہی دستوں میں شامل تھے۔ انھوں نے محلات کو لوٹنا شروع کیا۔ کتب خانے جلے بھی اور لوٹے بھی گئے۔ اس افراتفری کے نتیجے میں متوسط طبقہ کے بہت سے گھرانے مختلف ریاستوں میں چلے گئے۔ اسی طرح اساتذہ اور طلباء بھی یہاں سے ہجرت کر گئے اور انھوں نے نئے تعلیمی مراکز میں پناہ لی۔ چنانچہ انھی لوگوں نے نئے مقامات پر جمع کتب کا شوق بڑھایا اور یہی مقامات بعد میں ملوک الطوائف کے دارالسلطنت بنے۔

اس خرابی کے باوجود قرطبہ اسلامی اسپین کا تعلیمی میدان میں سب

۴۔ المراکشی : المعجب فی تلخیص اخبار المغرب۔ ط ڈوزی ص ۲۱۔

۵۔ ابن الآبار : التکملة لکتاب الصلة۔ ج ۲ ص ۶۰۶ ت ۱۵۹۶۔

۶۔ المقری : نفح الطیب۔ ج ۱ ص ۱۳۶۔

۷۔ ابن الآبار : التکملة لکتاب الصلة۔ ج ۱ ص ۳۸۳ ت ۱۰۶۸۔

سے بڑا مرکز رہا۔ ادبی اور علمی مشاغل پھر بھی رہے اور عوام میں کتابیں جمع کرنے کا شوق بدستور قائم رہا۔ ذیل میں ان سے بعض شائقین کتب کا ذکر کیا جاتا ہے:

المنصور کے غلاموں میں سے ایک صاحب ''فاتن،، نامی تھے جنھوں نے صحیح ترین اور بہت سی کتابیں جمع کیں۔ یہ قیمتی خزانہ اس کی موت کے بعد باقی ترکے کے سامان کے ساتھ بیچ دیا گیا(۸)۔

ابو علی الغسانی نے ایک کتب خانہ قائم کیا جو اپنے وقت میں سب سے عمدہ سمجھا جاتا تھا۔ اس کتب خانہ کی کتابیں مختلف علوم میں ثقہ اور معتبر سمجھی جاتی تھیں(۹)۔

قرطبہ کا باشندہ محمد بن یحیی الغافقی جو ابن الموصول کے نام سے پکارا جاتا تھا، بچپن ھی سے کتابیں اور علماء کے مقالات جمع کرنے میں لگ گیا تھا۔ کتابیں نقل کرنے والوں کے خطوط سے پوری طرح واقف تھا۔ یہاں تک کہ خط دیکھ کر ان کے نقل کرنے والوں کے نام تک بتا دیتا تھا۔ دنیا کی دوسری لذات پر کتابوں کو ترجیح دیتا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ الحکم ثانی کے بعد سب سے زیادہ کتابیں اسی کے ھاں جمع تھیں۔ اس کے ھاں ابو علی القالی کے ھاتھ کی لکھی ھوئی کتابیں بھی تھیں۔ اپنے زمانے کے جلیل القدر علماء اور ماھر ترین نساخ کے نسخے اس کے پاس جمع تھے۔ اس کا انتقال جمادی الاخرہ ۴۳۳ھ میں ھوا(۱۰)۔ اس کے ورثا نے یہ کتب خانہ بیچ دیا اور اس سے بہت سی دولت حاصل کی۔

قرطبہ ھی کے وزراء میں سے ایک صاحب جعفر بن محمد مکی بن أبی

۸۔ المقری: نفح الطیب۔ ج ۲ ص ۷۰۔

۹۔ ابن بشکوال: کتاب الصلۃ۔ ج ۱ ص ۱۳۱ ت ۳۲۹۔

۱۰۔ ابن الأبار: التکملۃ لکتاب الصلۃ۔ ج ۱ ص ۳۸۷ ت ۱۰۷۸۔

طالب بن محمد بن مختار القیسی نے جو أبو عبداللہ کنیت رکھتے تھے ، ایک بہت بڑا کتب خانہ قائم کیا ۔ یہ صاحب ۴۵۰ھ سے کچھ بعد پیدا ہوئے اور محرم ۵۳۰ھ میں اس دار فانی سے کوچ کرگئے(۱۱) ۔

بالکل ایسے ہی محمد بن عبداللہ بن هرثمہ بن ذکوان (۳۹۵ھ-۴۹۰ھ) اور هشام بن عبدالرحمن بن عبداللہ نے، جو قرطبہ کے باشندے تھے، کتب خانے قائم کئے(۱۲) ۔ اسی شہر کے محمد بن احمد بن عون بن محمد بن عون المعافیری (۴۴۰ھ ـ ۵۱۲ھ) (۱۳) اور محمد بن عبدالرحمن بن خیرہ نے بہت سی کتابیں جمع کر رکھی تھیں(۱۴) ۔

خلفائے بنی أمیہ کے امراء میں سے هشام اور عبدالرحمن ثالث کے پوتے نے کئی کتب خانے قائم کر رکھے تھے جنہیں بعد میں خلیفہ سلیمان نے خرید لیا تھا ۔

سلمۃ بن سعید بن مسلم بن حفص بن عمر بن یحیی بن سعید بن مطرف ابن برد الأنصاری نے، جو استجہ کے باشندے تھے اور قرطبہ میں رھائش پزیر تھے، مشرق کا سفر کیا ۔ جن جن جگہوں اور شہروں سے گزرتا رھا ان سے کتابیں جمع کرتا رھا ۔ جب اس کے پاس ایک اچھی خاصی مقدار جمع ھو جاتی مصر میں پہنچا دیتا ۔ اس طرح اس کے پاس ھر فن کی ۱۸ اونٹوں کے بوجھ کے برابر کتابیں جمع ھوگئیں ۔ ظاھر ہے اس سارے ذخیرہ کے لئے وہ مشرق کی طرف بہت سا مال و دولت لے گیا ھوگا(۱۵) ۔ آخر میں ھم قرطبہ کے الحسن بن بکر بن عریب القیسی السماد کا ذکر کرتے ھیں جو ساری عمر لکھتے رہے،

---

۱۱ - ابن بشکوال : کتاب الصلۃ ج ۱ ص ۲۹۱ ت ۲۹۷ -

۱۲ - ابن الفرضی : تاریخ علماء الأندلس (ط ـ یورپ) ج ۲ ص ۱۰۳ ت ۱۴۲۳ -

۱۳ - ابن بشکوال : کتاب الصلۃ ج ۲ ص ۵۰۳ ت ۱۲۶۰ -

۱۴ - ایضا : ج ۲ ص ۵۶۰ ت ۱۳۰۲ -

۱۵ - ایضا : ج ۱ ص ۲۱۹ ت ۵۱۲ -

پڑھاتے رہے یہاں تک کہ صفر ۴۳۰ھ میں راہی ملک عدم ہوگئے(۱۶)۔

اس عہد میں خطاطی کے بہت سے ماہرین فن نظر آتے ہیں جنہوں نے بالکل صحیح اور عمدہ تحریریں چھوڑی ہیں۔ ان میں قرطبہ کے یوسف بن خلف ابن سفیان بن عمر اسود الغسانی (متوفی ۴۰۰ھ) سب سے زیادہ مشہور ہیں(۱۷)۔ قرطبہ میں مقیم یمن بن محمد الوراق بھی خاص شہرت رکھتے تھے۔ یہ صاحب ریہ کے، رهنے والے تھے مگر بعد میں سمجلہ اور قرطبہ میں سکونت پذیر ہو گئے(۱۸)۔ یہیں کے رهنے والے محمد بن حکم بن سعید، جو الخال کے نام سے مشہور تھے، وراقت میں بہت نفاست کے مالک تھے۔ یہی وجہ ہے کہ بعد کے آنے والوں نے بھی اسی کی تحریر کردہ کتابوں کے خریدنے میں ایک دوسرے پر سبقت کا اظہار کیا ہے(۱۹)۔ سعید بن مسلمہ بن عباس اپنی تمام عمر کتابوں کی تحریر میں عمدگی کو اختیار کرنے میں خاص توجہ دیتے رہے۔ یہ قرطبہ کے رهنے والے تھے(۲۰)۔ سعید بن نصر بن أبی الفتح، جو امیرالمومنین عبدالرحمن ابن محمد کے غلام تھے، انھی کے ہاں کتابوں کی تصحیح کے لئے اکثر و بیشتر آیا کرتے تھے(۲۱)۔

بعض ادباء کا ذریعہ معاش وراقت کا عمل ہوتا تھا جیسے کہ قرطبہ کے مروان بن امیہ تھے۔ ان کا انتقال ۴۴۰ھ میں ہوا ہے(۲۲)۔

خانہ جنگی کے دوران بعض حضرات کے کتب خانے چوری بھی ہو گئے

۱۶۔ ایضا: ج ۱ ص ۱۳۵ ت ۳۱۰۔

۱۷۔ ابن بشکوال: کتاب الصلة. ج ۲، ص ۶۳۸ ت ۱۳۹۲۔

۱۸۔ ابن الفرضی: تاریخ العلماء و الرواة للعلم بالأندلس. ج ۲ ص ۱۹۹ ت ۱۶۱۳۔

۱۹۔ ابن الأبار: التکملة لکتاب الصلة. ج ۱ ص ۳۷۶ ت ۱۰۳۱۔

۲۰۔ ابن بشکوال: کتاب الصلة. ج ۱ ص ۲۱۱ ت ۴۸۳۔

۲۱۔ ایضا: ج ۱ ص ۲۰۶ ت ۴۶۷۔

۲۲۔ ابن الأبار: التکملة لکتاب الصلة. ۲ ص ۶۹۳ ت ۱۷۴۴۔

تھے۔ جیسا کہ قرطبہ کے عمر بن عبداللہ بن یوسف بن عبداللہ بن یحیی بن حامد الذھلی کے ساتھ ھوا تھا۔ ان کے کتب خانے سے آٹھ اونٹوں کے بوجھ کے برابر کتابیں سرقہ ھوئی تھیں۔ ان کی پیدائش الزھراء میں ۱۰ صفر ۳۶۱ھ کو ھوئی تھی(۲۳)۔

تقریباً تمام کتب خانے خاص (Special) ھی تھے۔ بعض مساجد کے کتب خانوں سے طلباء استفادہ کیا کرتے تھے۔ اس قسم کی پبلک لائبریریوں کے علاوہ اور کوئی قسم موجود نہ تھی۔ کاسیری (Casiri) نے اپنی تیار کردہ اسکوریال لائبریری کی فہرست میں جو یہ کہا ھے کہ اس وقت (مسلمانوں کے عہد میں) اسپین میں ستر (۷۰) پبلک کتب خانے تھے(۲۴)۔ اس اطلاع میں یہ صاحب حق بجانب نہیں ھیں، بہت سے لوگوں نے اس امر کی خبر دی ھے کہ الحکم ثانی کا کتب خانہ عوام کے لئے کبھی کھلا نہ تھا۔

اس دور میں جب قرطبہ، علمی میدان اور جمع کتب کے شائقین کے لحاظ سے پہلا درجہ رکھتا تھا تو اشبیلیہ، جو غیر مثیل شاعر المعتمد کا وطن مالوف تھا، دوسرے درجہ پر تھا۔ مشہور قرطبی فلاسفر ابن رشد اور اشبیلیہ کے طبیب ابن زھیر نے ان دونوں شہروں کی شہرت کے بارے میں آپس میں کئی مرتبہ تذکرہ کیا ھے۔ اس تذکرے میں سے ابن رشد کی مندرجہ ذیل عبارت حقیقت کی ترجمانی کررھی ھے:

> ''میں نہیں سمجھ سکا کہ ایسا کیوں کیا گیا ھے کہ جب کوئی اشبیلیہ کا عالم اس جہان فانی سے رخصت ھوتا ھے تو اس کا کتب خانہ قرطبہ منتقل ھوجاتا ھے جہاں اسے بیچ دیا جاتا ھے اور جب کوئی قرطبہ میں موسیقار مرتا ھے تو اس کے آلات

۲۳- ابن بشکوال: کتاب الصلة۔ ج ۱ ص ۳۷۹ ت ۸۶۰۔

۲۴- Casiri : Biblioteca arabica-hispana ascurialensis. Vol. II, Part II, P. 71.

اشبیلیہ چلے جاتے ھیں تاکہ بیچ دئے جائیں،،۔

اس عبارت میں دونوں شہروں کی شہرت پر کافی روشنی پڑتی ھے اگرچہ دارالسلطنت کو کسی قدر فضیلت دی گئی ھے جس ضمن میں ھم ذکر کر رھے ھیں اشبیلیہ کو حتمی طور پر دوسرا درجہ دیا جاسکتا ھے۔ اگرچہ یہ عظمت اسے اس حیثیت سے بھی حاصل ھوسکتی تھی کہ یہاں شاھی کتب خانہ موجود تھا، جو تمام کتب خانوں میں عمدہ شمار کیا جاتا تھا، یا پھر یہاں کے شائقین کتب اور کچھ کتب خانوں کے سبب سے ھو سکتی تھی جو یہاں (اشبیلیہ) روز افزوں ترقی کر رھے تھے۔ بلکہ ان سب سے زیادہ شہرت اس وجہ سے تھی کہ یہاں یعنی اشبیلیہ میں ایک بازار تھا جس میں کتابوں کی خرید و فروخت ھوتی تھی۔ جہاں اھل علم حضرات نادر نسخوں کی تلاش میں اکثر آیا کرتے تھے۔ یہاں کی نقل کردہ کتابوں کا خط ایک خاص حیثیت (Characteristic) حاصل کر چکا تھا۔ ابن الخطیب نے بارھا کہا ھے کہ اس انداز تحریر کو اندلس کے باقی انداز ھائے تحریر سے با آسانی تمیز کیا جاسکتا ھے(۲۵)۔ ابن الابار اپنی کتاب التکملة میں اس امر کا ذکر کرتا ھے کہ اشبیلیہ کی شارع الوراقین کی ایک دوکان پر ابن مزین کو رازی کی ایک نادر تالیف ملی تھی جو ”کتاب الرایات،، تھی(۲۶)۔ شنترین کا باشندہ عبداللہ بن محمد بن سارہ البکری، جو اشبیلیہ میں سکونت پذیر تھا، وراقت سے معاش کماتا تھا۔ اس کی وفات ۵۱۷ھ میں ھوئی ھے(۲۷)۔ اشبیلیہ کے وراقین سے ایک صاحب عبدالرحمن بن عثمان بن عبدالرحمن الجذامی تھے، جو بعد میں قرطبہ میں بس گئے تھے(۲۸)۔

---

۲۵ - Gayangos : History of the Muhammadan dynasties in Spain. Vol. I, appendex, P. XLII.

۲۶ - ابن القوطیہ : تاریخ افتتاح الأندلس. ص ۱۹۷ -

۲۷ - ابن الأبار : التکملة لکتاب الصلة. ج ۲ ص ۸۱۶ ت ۱۹۹۳ -

۲۸ - ایضا : ج ۲ ص ۵۸۳ ت ۱۶۳۳ (ط مجریط) -

ہم ذیل میں ان حضرات کا ذکر کر رہے ہیں جو اشبیلیہ میں شائقین کتب کی حیثیت سے مشہور تھے :

شرف الدین بن الملک المعتمد کتابیں جمع کرنے میں ہمیشہ مستغرق رہتے تھے۔ انہوں نے عمدہ خط سے کچھ کتابیں خود بھی نقل کی تھیں ۔(۲۹) ایسے ہی لوگوں میں اشبیلیہ کے باشندے محمد بن عبداللہ بن یزید بن محمد بن خیر بن عیسی اللخمی تھے۔ یہ صاحب کتابیں اور ان کی اصل جمع کرنے کے بہت شائق تھے(۳۰)۔ یہیں کے محمد بن عبداللہ بن محمد بن عبداللہ بن احمد ابن العربی راتوں کو جاگ جاگ کر کتابیں پڑھا کرتے۔ وہ اس طرح کہ پورے لباس میں سوتے اور ان کے دائیں بائیں کتابیں پڑی ہوتیں۔ ان کا چراغ کبھی نہیں بجھا کرتا تھا۔ جونہی اونگھ سے اٹھتے ہاتھ بڑھا کر مطالعہ کے لئے کتاب اٹھا لیتے(۳۱)۔ محمد بن خیر بن عمر بن خلیفہ نے اپنی کتابوں کی تصحیح کے لئے ایک خاص وقت مقرر کر رکھا تھا۔ ان صاحب کی وفات پر جب ان کی کتابیں فروخت کی گئیں تو ان سے بے شمار دولت حاصل ہوئی(۳۲)۔ مشہور و معروف ابن مروان الباجی نے اپنی جمع کردہ کتابیں اشبیلیہ کی جامع مسجد کے خطیب ابو الحکم بن الحجاج اللخمی کو دے دی تھیں(۳۳)۔

شائقین کتب کے ضمن میں المریہ کا شہر کافی شہرت کا مالک تھا۔ اس کی شہرت کی ابتداء الملک زہیر کے وزیر ابو جعفر بن عباس سے ہوتی ہے، جو اس وقت کتابیں جمع کرنے والوں میں سب سے زیادہ مشہور تھا۔ اس کے معاصرین اس امر کا ذکر کرتے ہیں کہ اس کے دوست ان چار چیزوں میں

۲۹۔ المقری : نفح الطیب۔ ج ۲ ص ۳۸۷ ۔

۳۰۔ ابن الفرضی : تاریخ العلماء والرواۃ للعلم بالأندلس۔ ج ۲ ص ۱۰۶ ت ۱۲۹ ۔

۳۱۔ الضبی : بغیۃ الملتمس ۔ ص ۸۲ ۔ ۹۰ ت ۱۲۹ ۔

۳۲۔ ابن الأبار : التکملۃ لکتاب الصلۃ۔ ج ۲ ص ۵۲۳ ت ۱۳۲۳ ۔

۳۳۔ ابن الأبار : التکملۃ لکتاب الصلۃ۔ ج ۲ ص ۸۰۱ ت ۱۰۸۶ (ط مجریط) ۔

اس سے کبھی نہ پڑھ سکے۔ وہ ھیں مال، بخل، عجب اور کتابیں نقل کرنا۔
یہ صاحب جواں سال، حسین و جمیل اور گٹھے جسم والے تھے۔ اس نے ابا و اجداد سے بہت سا مال و دولت ورثے میں پایا جس کی مقدار سونے کے شریفی سکے کے مطابق پانچ لاکھ کے قریب بنتی تھی، جو اس وقت کے بیس ملین اسپینی ریال کے برابر ہے۔ یہ دولت اس کے علاوہ تھی جو دوسرے شہروں اور اضلاع میں تھی۔ أبو جعفر نے تمام علوم کو پوری توجہ سے حاصل کیا خاص طور پر قانون اور سیاست سے متعلق علوم کو سیکھا۔ انھی کی بدولت یہ صاحب منصب وزارت تک پہنچے۔ اس کے بخل نے انھیں بہت نقصان پہنچایا ہے اور اسی سے اس کی قدرو منزلت دوسروں کی نظر میں گرگئی۔ اور اسی طرح مملوکہ جائداد سے جو مالیہ وصول ھوتا تھا اس میں بھی کمی واقع ھو گئی۔ جمع کتب کے علاوہ بھی کئی کم خرچ قسم کے شغل رکھتے تھے۔ جیسے کہ شطرنج کھیلنے میں ان کا بہت شغف تھا۔ اس سب کے برعکس یہ صاحب مخطوطات اور قدیم تحریرات، کپڑے، برتن اور گھر کے باقی اثاثے کے حصول میں بخیل نہ تھے بلکہ اس سلسلہ میں بہت شاہ خرچ تھے۔ ان کی اس خوبی سے وہ تمام نساخ اور وراق پوری طرح واقف تھے، جو ان کے لئے کام کیا کرتے تھے۔ ان نساخوں اور وراقین میں اکثر ایسے تھے جنھوں نے اور کے ساتھ معاملہ کرنے کے بجائے انھیں ترجیح اس لئے دی تھی کہ یہ کتب کی حقیقی قیمت سے تین گنا زیادہ قیمت دینے کے لئے اکثر تیار رھتے تھے۔ بدیں سبب یہ اس ضمن میں عمدہ شخصیت سمجھے جاتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ وراقین اور دلال (Middle man) اپنے ھاں کی عمدہ کتابیں ان کے پاس برائے فروخت لایا کرتے تھے۔ اس طرح ان صاحب نے ایک ضخیم کتب خانہ جمع کر لیا جس میں بے شمار چھوٹے چھوٹے رسالوں کے علاوہ چار لاکھ جلدیں تھیں۔ اس کے محل میں ان کتابوں کے علاوہ قدیم نوادرات بھی تھے(۳۴)۔

۳۴۔ المقری: نفح الطیب۔ ج ۲ ص ۳۵۹۔

ان کے علاوہ المریہ کے قاضی عبدالحق بن عطیہ کتابیں جمع کرنے میں بڑی شہرت رکھتے تھے(۳۵)۔ اسی طرح میمون بن یاسین صنہاجی جو اپنے قبیلے صنہاجہ کا سردار تھا، اپنے رشتہداروں کو المغرب میں چھوڑ کر المریہ میں آباد ہوا تھا۔ یہ صاحب عمدہ کتابیں جمع کرنے کو دوسرے کاموں پر ترجیح دیتے تھے۔ ان کا انتقال ذیالقعدہ ۵۳۰ھ میں اشبیلیہ میں ہوا ہے(۳۶)۔

المریہ میں نصر نامی ایک وراق بھی تھا(۳۷)۔

مالقہ کے باشندوں میں قدیر بن مدرک الغسانی وراق اور نساخ کی حیثیت سے مشہور تھے۔ وسیع علم کے مالک اس شخص نے وافر تعداد میں ادبی رسائل اور شعروں کے دواوین جمع کرنے کے لئے زندگی وقف کر رکھی تھی۔ بڑے بڑے ناقلین کتب کے خطوط سے پوری طرح واقف تھے۔ ان کی کنیت ابو عبداللہ بھی تھی اور ابوبکر بھی(۳۸)۔

مالقہ کی مسجد کے خطیب عیسی الروندی نے مشرق کا سفر کیا جس میں بہت سی کتابیں جمع کیں مگر ساری کی ساری خاندانی جھگڑے کے سبب ضائع ہو گئیں۔ کتابوں کا ذکر کرتے ہوئے مالقی شاعر ابو جعفر احمد ابن رضی کہتے ہیں:

''شراب خوری سے میں آسائش و استراحت نہیں پاتا اور نہ ہی نغمہ و ساز مجھے اچھے لگتے ہیں۔ بلکہ میں کتب کے مطالعے میں لذت پاتا ہوں اور میرا قلم ہمیشہ میرا خادم اور ناصر رہتا ہے''(۳۹)۔

۳۵- المقری: نفح الطیب۔ ج ۱ ص ۸۱۷-

۳۶- ابن الأبار: التکملة لکتاب الصلة۔ ج ۲ ص ۷۱۸ ت ۱۸۲۲-

۳۷- ایضا: ج ۲ ص ۷۳۶ ت ۱۸۵۰-

۳۸- ایضا: ج ۲ ص ۵۱۷ ت ۱۳۱۲-

۳۹- المقری: نفح الطیب۔ ج ۲ ص ۲۲۰-

سالقه کے فقیه، فلسفی اور طبیب عثمان بن مندور اشبیلیه کے معزز گھرانے سے تعلق رکھتے تھے۔ انھوں نے فقیه ابو علی بن حسان کی بیٹی سے شادی کی اس نے اپنے باپ (ابو علی بن حسان) کی وفات پر ایک کتب خانه وراثت میں پایا جس سے عثمان بن مندور استفادہ کیا کرتے تھے(۴۰)۔

مشہور قاضی ابو الفضل بن عیاض کے پوتے محمد بن احمد نے بہت پہلے جمع کردہ کافی بڑا کتب خانه وراثت میں پایا تھا(۴۱)۔

اشبیلیه کے معزز گھرانے کے مشہور و معروف جامعین کتب کے سبب رونده (مقام) بھی فخر کرسکتا ہے۔ ان میں محمد بن الحکیم لخمی کو سیاسی امور اور غرناطه کے نیلام سے متعلق کام حصول علم سے باز نه رکھ سکے۔ اس نے اپنی دلچسپی اور کتابوں سے محبت کی بنا پر اس قدر عظیم مقدار میں کتابیں جمع کیں که اس کے محل کے کمرے بھر گئے۔ اس کی تمام کتابیں، علمی جواهر پارے اور قیمتی کپڑے خانه جنگی میں تباہ و برباد ہوگئے(۴۲)۔

بطلیموس کی علمی و ادبی میدان میں شہرت کا سبب المظفر بن الافطس بنے۔ اس نے اپنی مشہور و معروف کتاب: ''المظفریات،، کے لئے اپنے جمع کردہ عظیم کتب خانه سے بہت استفادہ کیا۔ ان کی یه کتاب انسائیکلوپیڈیا قسم کی ہے جس کی پچاس جلدیں ہیں اور تقریبا تمام علوم سے بحث کرتی ہے، جیسے علم جنگ، سیاست، تاریخ سے لے کر خرافات اور قصے کہانیوں تک اس میں درج ہیں۔ ان صاحب کا انتقال ۴۶۰ھ میں ہوا ہے(۴۳)۔

شلب کے مقام پر بھی وراق تھے جیسا که محمد بن عبداللہ بن احمد

۴۰۔ ابن الخطیب: الاحاطة فی اخبار غرناطة (مخطوطه در میڈرڈ) ج ۳ ورق ۱۳۱۔

۴۱۔ ایضا: ج ۲ ورق ۱۶۳۔

۴۲۔ ایضا: ج ۲ ورق ۱۱۰۔

۴۳۔ المقری: نفح الطیب. ج ۲ ص ۲۰۸۔

القنطری وهاں ٹھیرے ھیں ۔ ان کی کنیت ابو القاسم تھی ۔ انھیں کتابیں جمع کرنے کا بہت شوق تھا(۳۳) ۔

طلیطلہ محتاج تعارف نہیں ھے کیونکہ قرون وسطی میں یہ شہر تعلیم کا بہت بڑا مرکز تھا ۔ یورپ کے لوگ حصول علم کے لئے طلیطلہ ھی آیا کرتے تھے ۔ داخلی خانہ جنگی کے دوران الحکم ثانی کے کتب خانے سے جو کتابیں ادھر ادھر بکھری تھیں ان میں سے کچھ یہاں بھی دیکھی گئی ھیں ۔ طلیطلہ ھی وہ مقام ھے جہاں بنو ذی النون نے عرصہ دراز تک حکومت کی اور اپنے عہد میں بجبر اچھے اچھے کتب خانوں کو قبضے میں لیا ، صرف اس وجہ سے کہ اس خانوادے کو کتابوں سے بہت محبت تھی ۔ انھوں نے عروشی کا کتب خانہ زبردستی ھتھیایا ۔ اسی حصہ میں لوگوں نے یہ عجیب و غریب منظر بھی دیکھا کہ جب قرائین کے محلہ میں آگ لگی تو دیکھا گیا کہ سوائے ابن میمون کے گھر کو بچانے کے اور کسی طرف لوگوں نے کوئی توجہ نہ دی، کیونکہ اس گھر میں مشہور زمانہ صحیح ترین کتب کا مجموعہ تھا جو ابن میمون نے جمع کر رکھا تھا ۔ ابن میمون، جس کی کنیت ابو جعفر اور نام احمد بن محمد بن عبیدہ الاٗلوی تھا ، ۳۵۳ھ میں پیدا ھوا اور ۴۰۰ ھ میں رحلت کرگیا(۳۵) ۔

آخری دنوں میں طلیطلہ میں ابو عامر محمد بن احمد بن اسماعیل بن ابراھیم (۴۵۶ھ-۵۲۳ھ) ایسے عالم ھو گزرے ھیں جو یہیں کے مشہور علماء کی تحریرات کے نمونے اپنے ھاں محفوظ کیا کرتے تھے(۳۶) ۔

ابن الاٗبار نے خطاط اور تصحیح کرنے والوں میں ان حضرات کو بھی گنا ھے :

۳۴- ایضا : ج ۲ص ۱۳۰ ۔

۳۵- ابن الاٗبار: التکملة لکتاب الصلة (ط یورپ) ج ۱ص ۲۱۶ - ۲۱۷ ت ۷۳۳ ۔

۳۶- ایضا : ج ۱ص ۱۹۸ ت ۶۴۳ ۔

ابو الربیع سلیمان بن محمد (۳۴۸ھ - ۴۳۰ھ) ابو محمد قاسم بن محمد بن سلیمان الہلالی القیسی و ابو محمد عبدالرحمن بن محمد بن عباس ابن الخطار(۴۷)۔

طلیطلہ میں ابو القاسم حاتم بن محمد بن عبدالرحمن بن حاتم ابن الطرابلسی جنھوں نے قرطبہ کے قیام کے دوران ھی سے کتابیں جمع کرنا شروع کر دی تھیں، انھوں نے یہاں بہت عظیم کتب خانہ قائم کیا جس میں صحت کے اعتبار سے بہت اچھی کتابیں تھیں (۴۸)۔

طلیطلہ کے ممتاز ترین لوگوں میں سے ابو الولید ھشام بن عمر بن محمد ابن الخشنی نے مشرق سے بہت عمدہ اور خاصی مقدار میں کتابیں جمع کی تھیں (۴۹)۔

اس امر کا پتہ چلتا ہے کہ وادی الحجارۃ میں بھی کتابیں جمع کرنے والے موجود تھے۔ ان لوگوں کے ھاں کافی تعداد میں کتابیں تھیں جیسے کہ عبدالرحیم الیزدی سے علم ھوا ہے۔

اس کے باوجود کہ سرقسطہ شاھی مراکز سے کافی دور تھا اس کے باشندے جنگجو تھے اور علم کی طرف چنداں متوجہ نہیں ھوتے تھے، مگر پھر بھی آخری ایام میں کتابوں کے جمع کرنے والوں کے شوق سے متاثر ھوئے بغیر نہ رہ سکے۔ یہ مشغلہ ایسا تھا جو اس وقت تمام ذھنوں پر چھا چکا تھا۔ اس امر کی واضح دلیل خاندان بنی ھود کا عمل ہے جو آخری ایام میں یہاں سریر آرائے سلطنت ھوئے۔

(جاری)

❖ ❖ ❖

---

۴۷ - ایضا : ج ۱ ت ۱۰۷ ' ۱۰۱۶ -

۴۸ - ایضا : ج ۱ ص ۱۵۸ - ۱۶۰ ت ۳۵۱ -

۴۹ - ابن بشکوال : کتاب الصلة. ج ۱ ص ۴۱۶ ت ۱۳۲۵ -